فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۸۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَبَهُ نَحْوُ الرَّجُلِ أَمَرَهُ بِالصَّلَاةِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کا خیر کی طرف میلان دیکھتے، تو اسے (نفل) نماز کا حکم فرماتے۔''

(التاريخ الكبير للبخاري : 180/1، معجم ابن الأعرابي : 1332، شُعب الإيمان للبيهقي : 517/4)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ محمد بن عثمان بن سیار واسطی بصری ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات : ۷/ ۴۳۸'' میں ذکر کیا ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ ثعلبہ بن ابی مالک قرظی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كُنَّا نَتَحَدَّثُ حِينَ يَجْلِسُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى الْمِنْبَرِ حَتّٰى يَقْضِيَ الْمُؤَذِّنُ تَأْذِينَهُ وَنَتَكَلَّمُ، فَإِذَا تَكَلَّمَ عُمَرُ انْقَطَعَ حَدِيثُنَا

فَلَمْ يَتَكَلَّمْ مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰى يَقْضِيَ الْإِمَامُ خُطْبَتَهٗ .

''جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھتے، تو اذان مکمل ہونے تک ہم باتیں کر لیتے تھے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خطبہ شروع کرتے، تو ہم باتیں ختم کر دیتے اور خطبہ مکمل ہونے تک ہم میں سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔''

(موطأ الإمام مالك :103/1، مسند الشّاميين للطّبراني : 3229)

جواب: اس کی سند صحیح ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ عاصم بن حمزہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّهَارِ، فَقَالَ : إِنَّكُمْ لَا تُطِيقُونَ ذَاكَ، فَقُلْنَا : مَنْ أَطَاقَ ذَاكَ مِنَّا، فَقَالَ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَاهُنَا عِنْدَ الْعَصْرِ؛ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، وَإِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَاهُنَا عِنْدَ الظُّهْرِ؛ صَلّٰى أَرْبَعًا، وَصَلّٰى أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَقَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا، يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ، وَالنَّبِيِّينَ، وَالْمُرْسَلِينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ، وَالْمُسْلِمِينَ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہم نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کے نوافل کیا

تھے؟ فرمایا: آپ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔عرض کیا: طاقت کون رکھتا ہے، لیکن بتا تو دیں، فرمایا: چاشت کے وقت نبی کریم ﷺ دو رکعت ادا کرتے، چاشت، جب سورج مشرق سے اتنا بلند ہو جائے، جتنا عصر کے وقت مغرب سے بلند ہوتا ہے۔جب سورج اس طرف اتنا ہوتا جتنا ظہر کے وقت ہوتا ہے،تو آپ چار رکعت ادا کرتے۔ظہر سے پہلے چار اور بعد میں دو رکعت ادا کرتے۔ عصر سے پہلے بھی چار رکعت ادا کرتے۔ ہر دو رکعت کے بعد آپ مقرب فرشتوں، انبیا و مرسلین اور ان کی پیروی کرنے والے مومنوں اور مسلمانوں پر سلام بھیج کر فاصلہ کیا کرتے تھے۔''

(سنن التّرمذي : 598؛ سنن النَّسائي : 874؛ السنن الكبرٰى للنّسائي : 384، 472)

(جواب): اس کی سند حسن ہے۔

(سوال): جان بوجھ کر سنن راتبہ ترک کرنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جان بوجھ کر راتبہ سنتوں کو ترک کرنے والا گناہ گار ہے۔اجر و ثواب اور سنت کے نور سے محروم ہے۔فرائض میں کمی کوتاہی کو سنتوں سے پورا کیا جائے گا۔اگر سنتیں ادا نہیں کرے گا،تو فرائض کی کمی کوتاہی کیسے پوری ہوگی؟

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ ھ) فرماتے ہیں:

مَنِ اعْتَادَ تَرْكَهَا، رُدَّتْ شَهَادَتُهٗ لِتَهَاوُنِهٖ بِالدِّينِ وَإِشْعَارِ هٰذَا بِقِلَّةِ مُبَالَاتِهٖ بِالْمُهِمَّاتِ .

''جو سنن راتبہ کو چھوڑنا عادت بنا لے، اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، کیونکہ اِس میں دین کی اہانت ہے اور اس سے اہم دینی اُمور کے ساتھ

لاپرواہی کا تاثر جاتا ہے۔‘‘

(روضة الطّالبين :233/11)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَصَرَّ عَلٰى تَرْكِهَا دَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى قِلَّةِ دِينِهٖ وَرُدَّتْ شَهَادَتُهٗ فِي مَذْهَبِ أَحْمَدَ وَالشَّافِعِيِّ وَغَيْرِهِمَا .

’’جو سنن راتبہ کو ترک کرنے پر مصر رہے، تو یہ اس کی دین داری میں کمی کی علامت ہے۔ امام احمد، امام شافعی اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ کے مطابق ایسے شخص کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔‘‘

(مَجموع الفتاوىٰ : 127/23، الفتاوى الكبرىٰ : 259/2، جامع المَسائل : 331/4)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ دَاوَمَ عَلٰى تَرْكِ السُّنَنِ كَانَ نَقْصًا فِي دِينِهٖ فَإِنْ كَانَ تَرْكُهَا تَهَاوُنًا بِهَا وَرَغْبَةً عَنْهَا كَانَ ذٰلِكَ فِسْقًا يَعْنِي لِوُرُودِ الْوَعِيدِ عَلَيْهِ حَيْثُ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي، وَقَدْ كَانَ صَدْرُ الصَّحَابَةِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ يُوَاظِبُونَ عَلَى السُّنَنِ مُوَاظَبَتَهُمْ عَلَى الْفَرَائِضِ وَلَا يُفَرِّقُونَ بَيْنَهُمَا فِي اغْتِنَامِ ثَوَابِهِمَا .

’’جس نے دوام کے ساتھ سنتوں کو ترک کیا، اس کے دین میں نقص واقع ہو گیا، اگر سنتوں کو بے وقعت سمجھتے ہوئے اور ان سے بے رغبتی کرتے ہوئے

ترک کیا، تو یہ فسق ہے، کیونکہ اس بارے میں وعید آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی، وہ میرے طریقے پر نہیں۔“ صدر اول میں صحابہ کرام اور تابعین عظام سنن رواتب پر بھی فرائض کی طرح ہیشگی کرتے تھے، حصول ثواب کے لیے فرائض وسنن میں فرق نہیں کرتے تھے۔“

(فتح الباري : 265/3)

❁ علامہ بہوتی خلوتی رحمہ اللہ (۱۰۸۸ھ) نقل کرتے ہیں:

يُكْرَهُ تَرْكُ السُّنَنِ الرَّوَاتِبِ، وَمَتٰى دَاوَمَ عَلٰى تَرْكِهَا سَقَطَتْ عَدَالَتُهٗ، قَالَهُ ابْنُ تَمِيمٍ، قَالَ الْقَاضِيُّ : وَيَأْثِمُ، وَذَكَرَ ابْنُ عَقِيلٍ فِي الْفُصُولِ أَنَّ الْإِدْمَانَ عَلٰى تَرْكِ السُّنَنِ الرَّوَاتِبِ غَيْرُ جَائِزٍ .

”سنن راتبہ کو ترک کرنا مکروہ ہے۔ اگر کوئی دوام کے ساتھ سنن کا تارک بن جائے، تو علامہ محمد بن تمیم حرانی رحمہ اللہ (م ۶۷۵ھ) کے مطابق اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی۔ قاضی ابو یعلی محمد بن حسین بن علی، فراء (م ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ وہ گناہ گار بھی ہے۔ علامہ ابو الوفاء ابن عقیل رحمہ اللہ (۵۱۳ھ) نے ”فصول“ میں لکھا ہے کہ سنن راتبہ کو دوام کے ساتھ ترک کرنا جائز نہیں۔“

(حاشية الخلوتي على منتهى الإرادات :364/1)

❁ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ أَنَّهٗ يَأْثَمُ .

”درست بات یہی ہے کہ سنن راتبہ کو ترک کرنے والا گناہ گار ہے۔“

(فتاویٰ شامی:1/104)

۞ نیز علمائے احناف سے نقل کرتے ہیں:

مَنْ لَمْ یَرَھَا حَقًّا کَفَرَ .

''جس نے سنن راتبہ کو حق نہ سمجھا، اس نے کفر کیا۔''

(فتاویٰ شامی:1/448)

سنن راتبہ میں حکمت یہ ہے کہ یہ فرائض کی بجا طور پر ادائیگی میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ انہیں مسلسل چھوڑنے والا ایک نہ ایک دن فرائض کا تارک بن جاتا ہے۔ گویا یہ فرائض کی ادائیگی کے لیے مضبوط سہارا ہیں۔

۞ علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

''فرائض سے پہلے اور بعد میں سنتیں ادا کرنے میں نہایت عمدہ حکمت پنہاں ہے۔ پہلے والی سنتوں میں حکمت یہ ہے کہ چونکہ انسان دنیوی اُمور میں مشغول ہوتا ہے، جس سے دل میں ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، جو عبادت میں حضور قلبی اور خشوع وخضوع سے دوری پیدا کر دیتی ہے، جبکہ یہی تو عبادت کی روح ہے، تو جب فرض سے پہلے سنتیں ادا کی جائیں، تو دل عبادت سے مانوس ہو جاتا ہے اور دل میں ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، جو خشوع وخضوع کے قریب کر دیتی ہے، تو جب انسان فرض نماز میں داخل ہوتا ہے، اس وقت اسے (خشوع سے لبریز) ایسی عمدہ دلی کیفیت حاصل ہوتی ہے، جو اگر وہ بغیر سنتیں ادا کر کے داخل ہوتا، تو حاصل نہ ہوتی۔ کیونکہ یہ کیفیت دل کی فطرت میں شامل ہے، خصوصاً جب یہ کیفیت زیادہ ہو اور لمبے وقت کے لیے ہو۔ جب

دل میں (خشوع والی) یہ حالت پیدا ہوتی ہے، تو وہ (دنیوی اُمور میں مشغول ہونے سے پیدا ہونے والی) پہلی حالت کو یا مکمل طور پر ختم کر دیتی ہے، یا کمزور کر دیتی ہے۔ فرائض کے بعد والی سنتوں میں حکمت یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ نوافل سے فرائض کی کمی کو پورا کیا جائے گا، لہٰذا جب فرض ادا کیا جارہا ہے، تو مناسب ہے کہ اس کے بعد کوئی ایسا عمل کیا جائے، جس سے فرض کی کمی پوری ہو سکے۔''

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام :199/1)

۞ صاحب ہدایہ، علامہ علی بن ابی بکر، مرغینانی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

اَلْأَوْلٰی أَنْ لَّا یَتْرُکَھَا فِي الْأَحْوَالِ کُلِّھَا لِکَوْنِھَا مُکَمِّلَاتِ الْفَرَائِضِ .

''بہتر یہی ہے کہ نمازی سنن راتبہ کو کسی بھی حال میں نہ چھوڑے، کیونکہ یہ فرائض کی کمی کو پورا کرنے والی ہیں۔'' (الهداية :161/1)

۞ علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

شُرِعَتِ الْبَعْدِیَّةُ لِجَبْرِ النُّقْصَانِ، وَالْقَبْلِیَّةُ لِقَطْعِ طَمْعِ الشَّیْطَانِ .

''فرائض کے بعد والی سنتوں کو اس سے مشروع کیا گیا ہے، تا کہ ان کے ذریعے فرائض کی کمی کو پورا کیا جائے اور پہلے والی سنتیں اس لیے مشروع ہیں، تا کہ شیطان کے وسوسوں کو ختم کیا جائے۔'' (الدّر المختار، ص 90)

۞ علامہ ابوالبرکات عبدالسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْوَالِدَ لَا یَجُوزُ لَهٗ مَنْعُ وَلَدِہٖ مِنَ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ .

''باپ کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بیٹے کو سنن راتبہ ادا کرنے سے روکے۔''

(الآداب الشّرعية لابن المُفلِح :437/1)

۞ علامہ کرمانی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۴ھ) فرماتے ہیں:

فِي زَمَانِنَا إِظْهَارُ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ أَوْلٰى؛ لِيَتَعَلَّمَهَا النَّاسُ، وَلَا تَنْدَرِسَ .

''ہمارے زمانے میں تو سنن راتبہ کو (مسجد میں لوگوں کے) سامنے ادا کرنا چاہیے، تاکہ لوگ انہیں سیکھ لیں اور یہ سنتیں مٹ نہ جائیں۔''

(شرح المَصابیح : 135/2)

سوال: کیا سنن راتبہ چار اکھٹی ایک سلام سے پڑھی جا سکتی ہیں یا دو دو رکعت ہی ادا کی جائے گی؟

جواب: دن کی نماز میں افضل یہی ہے کہ دو دو رکعت ادا کی جائے، البتہ چار رکعت ایک سلام سے بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

۞ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا، لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ، ثُمَّ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَرْبَعًا .

''آپ رضی اللہ عنہما جمعہ سے پہلے چار رکعت ایک سلام کے ساتھ ادا کرتے تھے، جمعہ کے بعد دو رکعت، پھر چار رکعات ادا کرتے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :335/1، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّي بِالنَّهَارِ أَرْبَعًا أَرْبَعًا .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دن میں نفل چار چار رکعت پڑھتے۔''

(مصنَّف ابن أبي شيبة : 273/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ **عبداللہ بن عون** رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَأَلْتُ نَافِعًا عَنِ التَّطَوُّعِ بِالنَّهَارِ، فَقَالَ : أَمَّا أَنَا، فَأُصَلِّي أَرْبَعًا، فَذَكَرْتُهٗ لِمُحَمَّدٍ، فَقَالَ : أَلَيْسَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ؟ احْفَظْ .

''میں نے نافع رحمہ اللہ سے دن کی نفل نماز کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: میں تو چار رکعت پڑھتا ہوں۔ امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے اس کا ذکر کیا، تو فرمایا: نافع رحمہ اللہ دو رکعت بھی تو پڑھتے تھے؟ اس مسئلہ کو یاد کر لیجئے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 273/2، وسندهٗ صحيحٌ)

لہٰذا افضل یہ ہے کہ دن اور رات کی نماز دو دو رکعات کر کے پڑھی جائے، البتہ دن کی نفل نماز چار رکعات اکٹھی بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ رات کی نفل نماز چار رکعات کو ایک سلام سے پڑھنا ثابت نہیں۔

(سوال): کیا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے پر مارتے تھے؟

(جواب): اعتراض کیا جاتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نماز پڑھنے والوں کو مارا کرتے تھے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا .

''نمازوں کے لیے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کا وقت نہ ڈھونڈا کرو۔''

(الموطّأ للإمام مالك : 173/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مارنا مطلق عصر کے بعد نماز پر نہیں تھا، بلکہ ممنوع وقت یعنی غروبِ آفتاب کے وقت نماز پڑھنے پر تھا۔

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کے متعلق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَهِمَ عُمَرُ، إِنَّمَا نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّتَحَرّٰى طُلُوعُ الشَّمْسِ وَغُرُوبُهَا.

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو وہم ہوا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو طلوع آفتاب اورغروبِ آفتاب کے وقت نماز سے منع فرمایا تھا۔''

(صحيح مسلم: 833)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مارنے کا علم تو ہوا تھا،لیکن اس کا اصل سبب معلوم نہ تھا۔اسی لیے آپ نے اسے وہم قرار دیا۔ پھر جب اصل حقیقت معلوم ہوئی،تو خود سیدہ رضی اللہ عنہا نے اسے بنظرِ تحسین دیکھا۔

❁ شریح بن ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي؟ قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ، ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، فَقُلْتُ: فَقَدْ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ عَلَيْهِمَا وَيَنْهٰى عَنْهُمَا، فَقَالَتْ: قَدْ كَانَ عُمَرُ يُصَلِّيهِمَا، وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا، وَلٰكِنَّ قَوْمَكَ أَهْلَ الدِّينِ قَوْمٌ صِغَارٌ يُّصَلُّونَ الظُّهْرَ، ثُمَّ يُصَلُّونَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَيُصَلُّونَ الْعَصْرَ، ثُمَّ يُصَلُّونَ بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ، فَضَرَبَهُمْ عُمَرُ،

وَقَدْ أَحْسَنَ .

''میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نماز پڑھتے تھے؟ کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھتے، اس کے بعد دو رکعت پڑھتے، پھر عصر کی نماز پڑھتے، اس کے بعد بھی دو رکعت پڑھتے۔ عرض کیا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو ان دو رکعت پر مارتے اور ان سے منع کرتے تھے، کہنے لگیں: خود سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ دو رکعت پڑھتے تھے اور جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ دو رکعت پڑھتے تھے، لیکن آپ کی دیندار قوم کے افراد ناسمجھ تھے۔ وہ ظہر کے بعد عصر تک نماز پڑھتے رہتے، پھر عصر کے بعد مغرب تک نوافل پڑھتے رہتے۔ اس وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مارا اور یہ آپ نے اچھا کیا۔''

(مسند السّراج : 1530، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

دَلَّتِ الْأَخْبَارُ الثَّابِتَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَنَّ النَّهْيَ إِنَّمَا وَقَعَ فِي ذٰلِكَ عَلٰى وَقْتِ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَوَقْتِ غُرُوبِهَا، فَمِمَّا دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَهِيَ أَحَادِيثُ ثَابِتَةٌ بِأَسَانِيدَ جِيَادٍ، لَّا مَطْعَنَ لِأَحَدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِيهَا .

''ان صحیح احادیث سے واضح ہوا کہ عصر کے بعد نماز کی ممانعت کا تعلق طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت سے ہے، نیز سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کی بیان کردہ احادیث بھی اسی پر دلالت کناں ہیں۔ ان کی

سندیں عمدہ ہیں اور کسی صاحب علم کو ان پر اعتراض نہیں۔''

(الأوسط : 388/2)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ طاؤس رحمہ اللہ سے مروی ہے:

سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَقَالَ : مَا رَأَيْتُ أَحَدًا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا، وَرَخَّصَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مغرب سے پہلے دو رکعت کے بارے میں سوال ہوا، تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کسی کو یہ دو رکعت پڑھتے نہیں دیکھا، نیز سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے کی اجازت دی۔''

(سنن أبي داوٗد : 1284، مسند عبد بن حميد : 105، ح : 804، مختصرًا، السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 476/2)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(المَجموع : 9/4)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مغرب سے پہلے کسی کو نفل پڑھتے نہیں دیکھا، جبکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ وغیرہ نے دیکھا ہے۔ دیکھنے والے کی بات مانی جائے گی، کیونکہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ مثبت اور منفی میں تعارض ہو، تو مثبت کو ترجیح ہوتی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

الْقَوْلُ فِي مِثْلِ هٰذَا قَوْلُ مَنْ شَاهَدَ دُونَ مَنْ لَّمْ يُشَاهِدْ .

''عینی شاہد کی بات حجت ہے، نہ دیکھنے والے کی حجت نہیں۔''

اس روایت کا آخری حصہ کچھ یوں ہے:

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے کی اجازت دی۔''

تو ہمارے جو احباب اس روایت کے پہلے حصے سے دلیل لیتے ہیں، ان کو آخری حصے پر بھی عمل کرنا چاہیے۔

سوال: مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز مغرب اور نماز عشاء کے درمیان نماز کی فضیلت کے بارے میں جو احادیث پیش کی جاتی ہیں، ساری کی ساری ''ضعیف'' اور نا قابلِ حجت ہیں، ملاحظہ ہو:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، عِشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ .

''جس نے مغرب اور عشا کے درمیان بیس رکعات ادا کیں، اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔''

(سنن ابن ماجه : 1373)

من گھڑت ہے۔ یعقوب بن ولید مدنی ''کذاب'' ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِنَ الْكَذَّابِيْنَ الْكِبَارِ وَكَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ .

''بڑا جھوٹا تھا، حدیثیں گھڑتا تھا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 216/9)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ، كَانَ يَكْذِبُ وَالْحَدِيْثُ الَّذِي رَوَاهُ مَوْضُوْعٌ، وَّهُوَ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ.

''منکر الحدیث اور ضعیف الحدیث ہے، جھوٹ بولتا تھا۔ اس کی بیان کردہ حدیث موضوع ہے اور خود متروک الحدیث ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 216/9)

الکامل لابن عدی (۵/ ۱۴۹) میں اس کا ایک ''ضعیف'' شاہد ہے، جس کی سند میں عمرو بن جریر کوفی ''کذاب'' ہے۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَكْذِبُ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا تھا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 224/6)

② سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَّمْ يَتَكَلَّمْ فِيمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً.

''جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت ادا کیں اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کی، وہ اس کے لئے بارہ سال عبادت کے برابر کر دی جائیں گی۔''

(سنن التّرمذي : 435، سنن ابن ماجه : 1374، صحيح ابن خزيمة : 1195)

سند سخت ضعیف ہے۔

عمر بن ابی خثعم ''ضعیف ومنکر الحدیث'' ہے۔

③ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھتے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوبُهٗ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ .

''جس نے نماز مغرب کے بعد چھ رکعت ادا کیں، اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

(المُعجم الأوسط للطبراني : 7245)

سند سخت ضعیف ہے۔

① صالح بن قطن بخاری

② محمد بن عمار بن محمد بن عمار

③ عمار بن محمد بن عمار

تینوں ''مجہول'' ہیں۔

④ محمد بن عمار بن یاسر ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات:۵/۳۵۷'' میں ذکر کیا ہے۔

۞ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهَا مَجَاهِيلُ .

''اس میں کئی مجہول راوی ہیں۔''

(العِلل المتناهية : 776)

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ، مَا بَيْنَ أَنْ يَلْتَفِتَ أَهْلُ الْمَغْرِبِ، إِلٰى أَنْ يَثُوبَ إِلَى الْعِشَاءِ .

''نماز اوابین مغرب اور عشاء کے درمیان ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 196/2)

سند ضعیف ہے۔ موسیٰ بن عبیدہ ربذی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيْفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِيْنَ .

''جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 80/5)

❀ علامہ ابناسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(الشَّذا الفيّاح : 508/2)

❀ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(شرح ألفية العِراقي : 142/2)

⑤ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے:

مَنْ صَلّٰى أَرْبَعًا بَعْدَ الْمَغْرِبِ كَانَ كَالْمُعَقِّبِ غَزْوَةً بَعْدَ غَزْوَةٍ .

''جس نے نماز مغرب کے بعد چار رکعت ادا کیں، وہ پے در پے غزوہ کرنے والے کی طرح ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 196/2)

سند ضعیف ہے۔ موسیٰ بن عبیدہ ربذی ''ضعیف'' ہے۔

⑥ ابن منکدر اور ابو حازم رحمہما اللہ سے آیت کریمہ: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ (السجدۃ:١٦) کی تفسیر میں مروی ہے:

هِيَ مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ، صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ .

''مغرب اور عشاء کے درمیان صلاۃ اوابین ہے۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 19/3)

سند ضعیف ہے، عبداللہ بن لہیعہ ضعیف، مختلط اور مدلس ہے۔

بعض لوگ اس نماز کو ''صلاۃ الاوابین'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں، جو کہ درست نہیں، اس باب میں دیگر ضعاف بھی منقول ہیں۔

فائدہ:

بلا تعین مغرب اور عشاء کے درمیان نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جِئْتُهُ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، قَامَ يُصَلِّي،

فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّي حَتّٰى صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ خَرَجَ .

''میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، نماز مغرب آپ کے ساتھ ادا کی، آپ نے نماز مکمل کی، تو کھڑے ہو کر پھر نماز پڑھنے لگے، حتی کہ عشاء پڑھ کر آپ ﷺ (مسجد سے) نکلے۔''

(سنن التّرمذي :3781، السّنن الكبرٰى للنّسائي : 380، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (1194) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (6907 ـ 7126) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ .

''نبی کریم ﷺ مغرب کے بعد والی دو رکعتوں میں سورت کافرون اور سورت اخلاص کی قرأت کرتے تھے۔''

(سنن التّرمذي :431، سنن ابن ماجه : 1166)

جواب: سند ضعیف ہے۔ عبدالملک بن ولید ''ضعیف و منکر الحدیث'' ہے۔

❀ اس حدیث کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''غیر محفوظ'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 535/6)

سوال: نماز کے وقت میں سو یا رہ گیا، جب جاگ آئی، تو وقت گزر چکا تھا، تو کیا اب نماز ادا کرے گا؟

(جواب): جس کی سونے یا بھول جانے سے نماز رہ جائے، تو جاگنے اور یاد آنے کے فوراً بعد نماز ادا کر لے، خواہ نماز کا وقت باقی ہو یا نہ ہو۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَامَ عَنْ صَلاَةٍ أَوْ نَسِيَهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا .

''جو نماز پڑھنا بھول جائے یا سویا رہے، اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب اسے یاد آئے، نماز پڑھ لے۔''

(صحيح البخاري : 597، صحيح مسلم : 684، المنتقى لابن الجارود : 239)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

عَرَّسْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتّٰى آذَتْنَا الشَّمْسُ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لِيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهٖ ثُمَّ يَتَنَحَّ عَنْ هٰذَا الْمَنْزِلِ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى .

''ہم نے رات کے آخری حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑاؤ کیا، سورج کی تپش نے ہی ہمیں بیدار کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص اپنے اونٹ کی نکیل پکڑ کر اس جگہ سے کوچ کر جائے۔ پھر آپ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور دو رکعت نماز (سنت) ادا کی، پھر اقامت کہی گئی اور فرض نماز ادا کی۔''

(صحيح مسلم : 680، المنتقى لابن الجارود : 240)

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ فِي الْعِيدَيْنِ مَعَ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَالْعَبَّاسِ، وَعَلِيٍّ، وَجَعْفَرٍ، وَالْحَسَنِ، وَالْحُسَيْنِ، وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَزِيدِ بْنِ حَارِثَةَ، وَأَيْمَنَ ابْنِ أُمِّ أَيْمَنَ، رَافِعًا صَوْتَهٗ بِالتَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ .

''رسول اللہ ﷺ فضل بن عباس، عبد اللہ بن عباس، عباس، علی بن ابی طالب، جعفر، حسن، حسین، اُسامہ بن زید، زید بن حارثہ اور ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہم کے ہمراہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر پڑھتے ہوئے نکلتے تھے۔''

(صحيح ابن خزيمة :1431)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن عمر عمری ''ضعیف'' ہے۔

❁ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحْسَبُ الْحَمْلَ فِيهِ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ .

''میرے خیال میں اس حدیث کے ضعف کا سبب عبداللہ بن عمر عمری ہے۔''

(صحيح ابن خزيمة، قبل الحديث :1431)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(السنن الكبرىٰ، تحت الحديث : 6129)

❁❁❁❁❁❁❁